اسلامی ریاست کے انعقاد کے لیے شرائط اور خلیفۃ کے انتخاب کے لیے شرائط::

دولت الالخلافۃ الاسلامیہ اسلامی ریاست کی تمام شرائط کو پورا کرتی ہے اور شیخ ابی بکر حفظہ اللہ خلیفۃ کی تمام شرائط پر پورا اترتے ہیں جس کے بعد دولت الخلافۃ الاسلامیہ کی
نصرت سے پیچھے رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں بچتا۔۔ ہم نیچے اسلامی ریاست کی شرائط اور خلیفۃ کی شرائط کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔۔ ان شاء اللہ

اسلامی ریاست کے انعقاد کے لیے شرائط۔

1) بلاد۔

اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے لیے مسلمانوں کا علاقہ ہونا شرائط میں شامل ہے علاقہ یعنی بلاد جو اس کی شرط پوری کرتا ہو اور جہاں خلافت کا انعقاد ہوا ہے وہ مسلمانوں کا علاقہ ہے بلاد کی شرط پر بھی پورا اترتا۔۔ دولت الاسلام کا رقبہ قیام کے وقت 40 سے 50 ہزار مربع میل تھا جو اب دو سے تین گنا تک بڑھ چکا ہے

2) (صلوۃ و زکوۃ کے نظام کا قیام۔ (یعنی صرف شریعت کی عملداری

دولت الاسلامیہ مکمل طور پر صلوۃ و زکوۃ کے نظام کو قائم کیے ہوئے ہے اور ان کے دشمن اور متعصبین بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔

3) فوج۔

فوج کا ہونا بلا شبہ اسلامی ریاست کی شرائط میں سے ایک شرط ہے لیکن یہ نہیں کہ کفار کے برار کی ہو وسائل میں۔۔ نہ اس سے یہ مراد ہے کہ دس بندے ہوں بلکہ فوج کی تعریف پر پورا اترتی ہو یعنی وہ سب اس میں ہو جو ایک فوج کے لیے ہونا ضروری ہے ہمیشہ سے قدیم و جدید زمانوں میں فوج کے بنیادی تین شعبے ہوتے۔۔ اور دولت الاسلام کی فوج اس تعریف پر پورا اترتی بلکہ وہ ایمانی جذبہ سے سرشار، عقیدہ توحید سے لیس ہے۔۔ بلکہ دولت الاسلامیہ بیرونی طور پر ایک وقت میں 62 ملکوں سے برسر جنگ ہے جو اس کی فوجی طاقت کی دلیل ہے۔

اسلامی ریاست کے انعقاد کے لیے یہی تین شرائط بیان کی جاتی ہیں۔۔ آپ کے خیال میں کوئی شرط ایسی ہے جو پوری نہ ہوتی ہو؟

خلیفۃ کے لیے شرائط

پہلی شرط۔

مسلم ہو:::

اس پر نفاق ، ارتداد یا اللہ کی محرمات کو پامال کرنے کا الزام نہ ہو، کسی کافر کو مسلمانوں کا حکمران نہیں بنایا جاسکتا۔

وَلَن يَجْعَلَ اللَّـهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا (سورہ نساء:141)
اللہ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر (حکمرانی) کا راستہ نہیں بنایا۔
اس شرط پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

****شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کا ایمان ثابت شدہ ہے بلکہ آپ کے باپ اور آپ کے دادا کی اسلام اور عقیدہ توحید کی تبلیغ و اشاعت بھی ثابت شدہ ہے۔

دوسری شرط

مرد ہونا چاہیے:::

کسی عورت کی بیعت جائز نہیں ہے۔
الرجال قوامون علی النساء
مرد عورتوں پر حکمران ہیں۔

نبی اکرم ﷺکی متعدد احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں(جو الدین الخالص کتاب کے باب الامارۃ میں مذکور ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے):

لن یفلح قوم ولوا امرھم امرء ۃ (بخاری)۔
وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کردئیے۔

اس شرط پر بھی اتفاق ہو چکا ہے اس لئے کہ عورت کمزور ہے۔ اس کی عقل اور دین ناقص ہیں جبکہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہادر ونڈر ہو جہاد میں قیادت کر سکتا ہو، عورت میں یہ خوبیاں نہیں ہوتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ لازمی ہے اور خلیفہ کے لئے لوگوں کے سامنے آنا ضروری ہے۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ مرد ہیں اور صاحب اولاد ہیں

تیسری شرط

عاقل ہو:::

کسی مجنون یا فاتر العقل یا نابالغ کو خلیفہ نہیں بنایا جاسکتا۔ (الامامۃ العظمیٰ لامیجی)

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ بالغ اور عاقل ہیں۔

چوتھی شرط

آزاد ہو:::

غلام خلیفہ نہیں بن سکتا اس لئے کہ وہ اپنے نفس کا اختیار و ملکیت نہیں رکھتا تو دوسروں پر کیسے حکومت کر سکتا ہے؟ اس شرط پر بھی اتفاق ہے۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ آزاد ہیں کسی کے غلام نہیں۔

پانچویں شرط

عدالت:::

عدالت انسان میں ایک صفت ہوتی ہے جو اسے کبیرہ و صغیرہ گناہوں کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ اسے ان امور سے بھی روکتی ہے جو اگرچہ جائز ہوں مگر پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے ہوں۔ عدالت میں اخلاقی صفات بھی شامل ہیں جیسے تقویٰ پرہیز گاری، دیانتداری، انصاف پسندی، معاشرتی آداب کا لحاظ، شریعت کے لازم کردہ امور کی پابندی۔

قاضی عیاض کہتے ہیں: کسی فاسق کو خلافت نہیں سوپنی جاسکتی (فتح الباری)۔ اس شرط کے لئے کافی دلائل ہیں۔ مثلاً

١ ۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (البقرة:١٢۴)
میرا عہد ظالموں تک نہیں پہنچتا۔

٢ ۔وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ(شعراء: ١٥١)
اسراف کرنے والوں کے حکم کی اطاعت مت کرو۔

یہ تو امر خلافت ہے اس میں عدالت کی اہمیت کتنی ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی چھوٹے کاموں میں عدل کو لازم قراردیا ہے جیسا کہ بچے کی کفالت ، شکار (جو حرم میں حالت احرام میں ہو) کے جرمانے یا بدلے کا فیصلہ۔ فاسق کو کسی بچے اور یتیم کا کفیل نہیں بنایا جاسکتا تو وہ امت کا

نگہبان کیسے بن سکتا ہے۔ فسق کی وجہ سے انسان اس قابل نہیں رہتا کہ وہ ملکی احکام شریعت کے مطابق ڈھال سکے (اس لئے کہ وہ خود شریعت کی مخالفت کر رہا ہوتا ہے)۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ سے عادل ہونا ثابت ہے اور ان پر کسی بھی برائی کا الزام نہیں۔

چھٹی شرط

دلیر و بہادر:::

خلیفہ کے لئے شرط یہ بھی ہے کہ وہ دلیر اور بہادر ہو کہ خلافت کا منصب اس کا تقاضا کرتا ہے۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کا بہادر و جری ہونا ثابت ہے اور آپ نے اللہ کے سوا کسی کے خوف کی وجہ سے ہتھیار نہیں ڈالے

ساتویں شرط

جسمانی لحاظ سے بھی صحت مند اور سلیم الاعضاء ہو:::

یعنی کوئی ایسا جسمانی عیب نہ ہو جو عقل و دماغی صلاحیت پر اثرانداز ہوتا ہو البتہ جسمانی لحاظ سے مکمل طور پر عیوب سے پاک ہونا شرط نہیں ہے(الملل و النحل۔ ابن حزم)۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ صحت مند اور سلیم الاعضاء ہیں

آٹھویں شرط

منصب امامت کا لالچ و حرص نہ رکھتا ہو:::

اس شرط سے متعلق نبی ﷺ کی حدیث بھی موجود ہے، آپ ﷺ نے بغیر کسی شرعی مصلحت کے امامت کی طمع و حرص کو ایسا عیب گردانا ہے جس کی سزا خلافت و امامت سے محرومی قرار دیا ہے۔ صحیحین میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا:
انا لا نولی علی ھذا العمل من سالہ ولا من حرص علیہ
ہم یہ ذمہ داری اس کو نہیں دیتے جو اسے مانگتا ہے یا اسکی طمع و حرص رکھتا ہے۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کو جب دولت الاسلامیہ فی العراق کی شوری نے امیر منتخب کیا تو آپ نے انکار کر دیا تھا

یہ ذمہ داری اٹھانے سے پھر آپ کو زبردستی بیعت دی گئی اور شوری نے ہی شام تک پھیلاؤ کا فیصلہ کیا اور خلافت کی ضروری شرائط کے موجود ہونے کے بعد خلافت کا انعقاد کیا اور خلیفۃ مقرر کیا

نویں شرط

خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونا ضروری ہے:::

اور یہ بھی ثابت ہو کہ واقعی وہ قریشی النسل ہے۔ صرف قریشی ہونے کا دعویٰ کافی نہیں ہے۔

اس شرط کی تائید میں بھی بہت سے دلائل ہیں، صحابہ و تابعین کا اس پر اجماع بھی منعقد ہوچکا ہے۔ جمہور علماء مسلمین نے بھی اس تائید کی ہے، اس کی مخالفت چند اہل بدعت و خوارج اور معتزلہ نے کی ہے اور اشاعرہ میں سے بھی کچھ لوگ اس شرط کی مخالفت کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الاحکام میں باب باندھا ہے:
باب الامراء من قریش۔پھر اس کے ضمن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت زکر کی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے:

ان ھذا الامر فی قریش لایعادیھم احد الا کبہ اللہ فی النار علی وجھہ ما اقاموالدین
یہ (خلافت) قریش میں رہے گی ان سے جو بھی دشمنی کرے گا اللہ اسے اوندھا جہنم میں ڈال دے گا جب تک وہ (قریش) دین قائم کریں گے ۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ نہ صرف قریشی بلکہ ہاشمی ہیں اور نہ صرف ہاشمی بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں

دسویں شرط

طاقت و استحکام:::

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (الحج: 41)
(مومن وہ ہیں) اگر ہم انہیں ملک میں استحکام و طاقت دیدیں تو وہ نمازیں قائم کریں، زکاۃ دیں اچھائی کا حکم کریں، برائی سے روکیں ، تمام امور کا انجام اللہ کے پاس ہے۔

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو طاقت و قوت دی ہو کہ وہ شریعت و حدود نافذ کرسکے تو اس کی بیعت لازم ہے۔ اور جو شخص کسی قسم کی قوت و قدرت نہیں رکھتا بلکہ خود بھی عدم استحکام سے دوچار ہے تو اس کی بیعت کیسے کی جاسکتی ہے؟ ایسے شخص کو مکی دور کے نبی ﷺ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور اس بنیاد پر اس کی بیعت نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ نبی ﷺ کی اطاعت ہر حال میں ہر معاملے میں کرنا

فرض ہے جبکہ خلیفہ کی اطاعت اس صورت میں کی جاتی ہے جب وہ شرعی خلیفہ ہو اور اس کی اطاعت صرف معروف میں کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حکومت و اقتدار نہ بھی ہو وہ پھر بھی واجب الاطاعت ہوتے ہیں جبکہ خلیفہ کی یہ حیثیت نہیں ہے۔

اور طاقت و استحکام یہ ہے کہ اسلامی ریاست اپنی ریاست میں تمام افراد کی جان، مال، عزت آبرو کی محافظ ہو اور غریب تک وہ حق پہنچا دے جو ریاست کی طرف سے اسے ادا کیا جانا ہے۔ امیر سے وہ لے لے جو ریاست کی طرف سے امیر سے لیا جانا ضروری ہے۔۔ حدود اللہ کو نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔۔ زکوتہ لے اور لوگوں میں تقسیم کر دے۔۔ صلوتہ کا نظام قائم کرے۔۔ جزیہ لے اور کفار کی محافظ ہو۔۔ اور بیرونی طور پر کسی بھی حملہ آور دشمن کے لیے تڑنوالہ ثابت نہ ہو اور اپنی عوام کو ایک جھنڈے تلے لڑوانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔۔ یہ ہے طاقت و استحکام اور سلطہ۔ اور جس شخص کا یہ نقطہ ہے کہ جب تک اس بات کی گارنٹی نہ دے دی جائے کہ باہر سے دشمن حملہ آور نہیں ہو سکتا۔۔ یعنی آپ کے پاس اتنی طاقت ہے کہ کوئی حملہ آور ہونے کا سوچے بھی نہیں۔۔ تو اللہ کے بندے اب اس طاقت و استحکام کے بعد خلافت کی کیا ضرورت ہے۔۔ تمہاری عقل پے پردہ پڑا ہے کہ یہ طاقت و استحکام جب اسلام اسطرح غالب آ جائے کہ کوئی حملہ کا نہ سوچے یہ تو خلافت کے قیام کے بعد ہے اور یہ خلافت کے قائم ہونے کے بعد کے انعامات اور نعمتوں میں سے ایک ہے۔

اس لیے اللہ عزوجل کا حکم یہ نہیں کہ کفار کے برابر طاقت حاصل کرو یا زیادہ۔۔ بلکہ حکم تو یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق قوت حاصل کرو۔۔ اور مقابلے کے لیے تیاری۔۔ شکست اور فتح تو اس کے ہاتھ میں ہے۔۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ دولت الاسلامیہ کے سلطہ کے علاقے میں شریعت کا مکمل نفاذ کر کے اور غریب کو اس کا حق دے کے جو کہ ریاست کی جانب سے اس پر ہے اور امیر سے وہ حق لے کے جو ریاست پر اس سے لینا لازم ہے لے کے طاقت و استحکام کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔۔ اور کوئی زکوۃ دینے اور شریعت کے نفاذ سے نہیں بھاگ سکتا۔۔ یعنی صلوۃ و زکوۃ کا نظام قائم کرنے کی صلاحیت ہے یہی تو طاقت و استحکام ہے

گیارہویں شرط

مسلمین کا امام ان کے جان و مال کی حفاظت اور ان کو پناہ دینے کی، محفوظ مقام دینے کی طاقت رکھتا ہو اور جو مسلمان دوسرے ملکوں اور علاقوں سے ہجرت کر کے آئیں انہیں جگہ دے سکتا ہو۔وہ شخص امام نہیں ہوسکتا جو ان امور کی استطاعت نہیں رکھتا بلکہ اتنا کمزور ہو کہ خود اپنی حفاظت کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جیسا کہ:

صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: من اطاعنی اس میں یہ الفاظ ہیں:
و انما جعل الا مام جنۃ یقاتل من وراۂ و یتقی بہ
امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے قتال کیا جائے اسے اپنا بچاؤ بنا لیا جائے۔

مشکوٰۃ کی شرح میں شیخ فرماتے ہیں:
اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام جنگ کے دوران قوم کے ، فوج کے آگے ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک پردہ ہے دشمن اور مسلمانوں کے درمیان۔ جنگ میں فتح اس کی حکمت عملی، منصوبہ سازی اور ہدایت کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہے۔ ہر حال میں مسلمانوں کے لئے ڈھال کا کام کرے۔ اس کے ذریعے سے اسلام کے

مرکز کی حفاظت کی جائے۔

میرا خیال ہے کہ جو شخص خود مجبور و بے بس ہو کسی قسم کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ امت پر اپنی اطاعت لازم قرار دے تو ایساشخص جاہل ہے۔ اس کو نبی ﷺ پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا (کہ آپ ﷺ بھی تو مکی دور میں کمزور و بے بس تھے)۔ اس لئے کہ نبی خلیفہ ہو یا نہ ہو وہ واجب الاطاعت ہوتا ہے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام سے قبل کہ انبیاء کہ وہ خلیفہ نہیں ہوئے تھے مگر ان کی امتوں پر اطاعت واجب تھی۔

**** دولت الاسلامیہ کے سلطہ کے علاقے میں کسی کی جرات نہیں کی کسی مسلمان یا ذمی کی جان و مال و عزت پر ڈال سکے اگر کوئی ایسا کرے تو سزا پاتا ہے اور اس پر حدود اللہ کا نفاذ ہوتا ہے۔۔ مسلمان اپنی سڑکوں پر محفوظ نکلتے ہیں۔۔ دین پر عمل کرنے میں کوئی خوف نہیں کھاتے۔۔ جو بھی مسلمان دولت الاسلامیہ کے سلطہ کے علاقے ہجرت کر جائے اس کے لیے گھر اور تمام ضروریات ہیں۔۔ تمام شہریوں کے لیے وظائف ہیں۔۔ معذوروں، یتیموں اور بیواؤں کے لیے وظائف ہیں۔۔ بچوں کے لیے وظائف ہیں۔۔ اور شادی شدہ جوڑے کے لیے وظائف ہیں۔۔ پس یہ شرط بھی مکمل طور پر پوری ہوتی ہے

بارہویں شرط

خلیفة کے انعقاد کا طریقہ:::

خلیفة کے مقرر کرنے کے لیے کچھ مستقل ضوابط ہیں جن سے باہر نہیں نکلا جا سکتا لیکن خلیفة کو مقرر کرنا متغیرات میں سے ہے اور پہلے چار خلفائے راشدین چار مختلف طریقوں سے مقرر ہوئے جنہیں دو نکات میں سمیٹا جا سکتا ہے۔

1) پہلے سے موجود شرعی خلیفة نے اپنا جانشین مقرر کر دیا ہو یہ صورت تو ممکن نہیں کیونکہ خلافت نا پید تھی۔

2) اہل حل و العقد نے اسے مقرر کیا ہو۔۔ اور ہمارے دور میں خلیفة یونہی مقرر ہونا تھا یا پھر تلوار کے زور پر اور تلوار کے زور پر کئی شرائط مزید بھی ساقط ہو جاتی ہیں۔۔ اور ان شرائط کے ساقط ہونے سے خلافت خلافة علی منہاج النبوة نہ رہتی۔

**** شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کو اہل حل و العقد نے مقرر کیا ہے اس کو ہم اسطرح بیان کرتے ہیں۔۔

شیخ ابو مصعب رحمة اللہ کی خواہش تھی کہ موحدین کی تمام جماعتیں ایک دوسرے کی وسائل اور مشوری سے مدد کریں اس کے لیے وہ تمام جماعتوں کے قائدین و علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کرتے۔ پس یہ کوششیں جنوری 2006 میں رنگ لائیں اور تمام مجاہدین جماعتوں اور دستوں کے اتحاد کے ساتھ اہل حل و العقد علماء پر مشتمل ایک شوری کا قیام کیا گیا جس کا نام مجاہدین شوری کونسل رکھا گیا۔ اور یہ شوری عراق کے اہل حل و العقد پر مشتمل تھی جو اپنے وقت کے علماء و مشائخ و غرباء تھے۔ اس کے پہلے امیر عبداللہ بن رشید البغدادی جو بعد میں شیخ ابو عمر البغدادی کی کنیت سے جانے گئے مقرر ہوئے۔ اس مجلس کی ذمہ داریوں میں مجاہدین کے آپس کے رابطوں کو مضبوط کرنا، وسائل کو بروئے کار لانا اور باہمی کاروائیوں کو ترتیب دینا شامل تھا۔ مجاہدین شوری کونسل کے تابع آنے والی پہلی

جماعت جماعت جیش اہل السنۃ و الجہاد تھی جو کہ شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کی جماعت تھی۔

جون 2006 میں اردنی انٹیلیجنس شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ کے پیغام رساں کے سامان میں چپ نصب میں کامیاب ہو گئے جس کے ذریعے سے 7 جون 2006 کو بعقوبۃ شہر کے ایک گھر پر امریکی ایف سولہ نے لیزر گائیڈڈ بمب گرائے جس میں شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ شہید (ان شاء اللہ) ہو گئے۔

شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ کی شہادت کے بعد شیخ اسامہ رحمۃ اللہ نے 12 جون 2006 کو شیخ ابی حمزہ رحمۃ اللہ کو تنظیم قاعدۃ الجہاد فی بلاد الرافدین کا امیر مقرر کر دیا۔

شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ کی شہادت نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا کہ آپ کی ذہانت نے کفار کو ناکوں چنے چبوائے۔ صحوات اور ملیشیات کو مجاہدین کے اندر شامل کیا جا رہا تھا اور جاسوسی کی وجہ سے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچ رہا تھا۔ میڈیا مہم شروع کی جا چکی تھی اور مجاہدین کی وحدت پارہ پارہ ہو رہی تھی۔

مجلس شوری المجاہدین میں موجود جماعتوں اور ان کے علاوہ مخلص دستوں اور مخلص سنی قبائل نے جن کو اللہ تعالی نے مختلف علاقوں میں تمکین عطا کی ہوئی تھی نے مل کر فیصلہ کیا کہ تمام جماعتوں، دستوں اور تنظیموں وغیرہ کو ختم کر کے تمام مجاہدین کو ایک امیر کی بیعت میں جمع کر دیا جائے۔۔ اور جن جن علاقوں میں اللہ عزوجل نے تمکین عطا کی ہوئی ہے ان کے مجموعے پر ایک امارت کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر لحاظ سے غور و غوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک اسی دولت کا قیام عمل میں لایا جائے جس کا مقصد خلافۃ علی منہاج النبوۃ کا قیام ہو جو اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔ مجلس شوری المجاہدین نے اسی منشور کے تحت وہ تمام علاقے جن پر مجاہدین کو اللہ تعالی نے اختیار و تمکن دیا ہوا تھا پر مشتمل الدولۃ الاسلامیہ فی العراق کے قیام کا اعلان کیا۔

اس فیصلے سے شیخ اسامہ رحمۃ اللہ کو آگاہ کیا گیا تو انہوں نے دولت الاسلامیہ فی العراق کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر شیخ ابی حمزہ کو حکم دیا کہ نہ صرف اسے قبول کیا جائے بلکہ تمام مجاہدین سمیت تنظیم قاعدۃ الجہاد فی بلاد الرافدین کو تحلیل کر کے اس کی بیعت کی جائے۔ اور آپ وقتا فوقتا اس کے حق میں دعا اور بیان بھی جاری کرتے رہے۔ اور یہی دعا اور بیان بلکہ دولت الاسلامیہ کے بااختیار ہونے کا اقرار شیخ ایمن ایک سے زائد کھلے مذاکروں میں کرتے رہے۔

5 اکتوبر 2006، 22 رمضان المبارک کو دولت الاسلامیہ فی العراق کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے امیرالمؤمنین شیخ ابی عمر البغدادی کو مقرر کیا گیا۔ مجلس شوری المجاہدین میں بسمیت تنظیم قاعدۃ الجہاد فی بلاد الرافدین تمام جماعتوں کو تحلیل کیا گیا اور تمام جماعتوں نے از سر نو امیر المؤمنین ابی عمر البغدادی رحمۃ اللہ کی بیعت کی۔ اور مجلس شوری المجاہدین کو تحلیل کر کے دولت الاسلامیہ فی العراق کی شوری کا قیام عمل میں آیا۔ پہلے وزیر حرب شیخ ابی حمزہ رحمۃ اللہ مقرر ہوئے۔ اور ولائیتوں کے دعوتی و تنظیمی امور کے امیر شیخ ابی بکر حفظہ اللہ کو مقرر کیا گیا۔ دولت الاسلامیہ فی العراق اپنے قیام کے وقت بغداد کا کچھ علاقہ، الانبار، دیالہ، کرکوک، صلاح الدین، نینوی، بابل، واسط کے علاقے شامل تھے بعقوبۃ کو دارالخلافۃ مقرر کیا گیا۔

پس دولت الاسلامیہ فی العراق کی شوری ہی عراق کے اہل حل و العقد تھے کیونکہ وہی لوگ وہاں صاحب اختیار تھے اور وہ علمائے و مشائخ و غرباء اور قبائلی رہنماؤں پر مشتمل تھے۔۔ پس انہی نے شام تک پھیلاؤ کا فیصلہ کیا اور انہی

نے خلافت کا انعقاد کیا اور خلیفۃ کو مقرر کیا۔

مسلمانوں کے اجماع والے شبہے کا رد اور اہل حل و العقد سے کیا مراد ہے کی وضاحت::

کسی کے خلیفۃ مقرر کرنے پر مسلمانوں کے اجماع کی شرط سرے سے ہے ہی نہیں لیکن مشورہ سے ہی خلیفۃ کا انعقاد ہو گا جسقدر ممکن ہو۔

کیا خلافت کے قیام کے وقت مسلمانوں سے مشورہ نہیں کیا گیا؟

یقینا کیا گیا جس جگہ یعنی عراق و شام میں خلافت کا انعقاد ہونے والا تھا وہاں کے اہل حل و العقد کے فیصلہ پر ہی خلافت کا انعقاد کیا گیا جنہوں نے جب یہ دیکھا کہ اب خلافت کے احیاء کے دیر کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں پھر اس سے پہلے شیخ العدنانی حفظہ اللہ نے سب لوگوں کو دعوت دی کہ ایک امیر کے تحت جمع ہوا جائے لیکن کس نے اس بات کی طرف کان نہیں دھرا۔ اور عراق و شام کی شوری وہاں کے تمام جہادی دستوں، تنظیموں اور سنی قبائل کے علماء و مشائخ پر مشتمل تھی۔ جو وقت کے غرباء تھے۔

لیکن آپ کہیں گے پاکستان کے مسلمانوں سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟ ہندوستان، افغانستان، سعودیہ، مراکش، یمن یا دیگر تمام اسلامی ملکوں سے خلافت کے قیام کے لیے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟

تو اس کا جواب بہت سادہ سا ہے کیا یہ سب لوگ اس قابل تھے کہ خلافت کے انعقاد پر اثر انداز ہو سکتے؟ یہ تو خود طاغوتی نظام کے غلام اور محکوم مسلمان عوام ہیں اور غلام اور محکوم خلافت کے انعقاد کے قابل کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ قومیتوں میں بٹے مجبور اور مظلوم مسلمان ہیں۔

اور پھر یہ بھی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ کو مقرر کرنے کے لیے چھ لوگوں کی کمیٹی بنائی کیا اس

کمیٹی نے فارس و روم و مصر اور دوسری جگہوں کی طرف خطوط لکھے؟ انہوں نے اسے ضروری نہیں سمجھا۔۔ اور جس قدر ممکن تھا وہی انہوں نے کر دیا کہ بہترین لوگوں کی کمیٹی بنا دی اور انہوں نے خلیفۃ کو مقرر کر دیا یونہی جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت ہوئی اور یونہی جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ کی بیعت دی گئی تو اس میں ساری امت کا اجماع نہیں تھا اور نہ ہی سب سے مشورہ شامل تھا لیکن جسقدر ممکن اور ضروری تھا۔

اہل حل و العقد سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟

دراصل جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی جاتی ہے اور اس سے فتنہ پرور غلط استدلال کرتے ہیں اس کا مفہوم یہی ہے کہ مسلمانوں کے اہل حل و العقد کے مشورہ سے خلافت کا انعقاد نہ کہ اکثر مسلمانوں کی رضا مندی سے لیکن اکثر مسلمانوں کا اس پر رضا مند ہونا اس کے لیے باعث فخر ہوتا ہے۔

اس سوال کے جواب سے پہلے کہ اہل حل و العقد سے مشورہ کیا گیا یہ جاننا ضروری ہے کہ اہل حل و العقد کون لوگ کہلاتے ہیں؟

اہل حل و عقد کے بارے میں لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔

1)اہل حل و عقد وہ چند علماء ہیں جن پے انہیں اعتماد ہے۔
2)اہل حل و عقد عالمی جہادی قیادت ہے۔ [چاہیے حقیقتا اس علاقے میں عملا ان کا اثر و رسوخ نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کا ہے اور وہی لوگ اس علاقے کی جہادی قیادت ہیں]
3)اہل حل و عقد حکمران ہیں [اسے اس بات سے سروکار نہیں کہ حکمران تو اس وقت خود کفار کی صف میں کھڑے ہیں]
4)اہل حل و عقد سے مراد ساری امت کا اجماع ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اہل حل و عقد اس علاقے کے [اہل اختیار] ہیں جو معاشرے پر اثر انداز ہو سکتے ہوں۔۔ وہ علماء اور غیر علماء دونوں شامل ہے۔۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک علاقے کے سارے اصحاب اختیار اس بات پے متفق ہوں تو پھر ہی خلافت کا اعلان کیا جائے۔۔

یعنی شیخ ایمن اہل حل و العقد میں سے نہیں کیونکہ ان کا جس جگہ خلافت کا انعقاد ہونے جا رہا ہے وہاں کے لوگوں پر کوئی اختیار نہیں نہ لوگ اپنے فیصلوں کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں نہ وہ زبردستی اللہ کی حدود کو نافذ کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو کسی ملک میں سر عام پھرنے کے قابل نہیں تو صاحب اختیار میں سے کیسے ہوئے؟ نہ ہی شیخ ابو محمد المقدسی وغیرہ اہل حل و العقد تھے کیونکہ کہ وہ صاحب اختیار تو دور حق کہنے کے بعد آزاد رہنے کا آحتیار نہیں رکھتے تو وہ صاحب اختیار کیسے اور کیونکر ہوئے؟ نہ دیگر وہ لوگ جنہیں اہل حل و العقد کہا جاتا ہے وہ اس خطے میں صاحب اختیار تھے نہ ان کا اس فیصلے سے پہلے اس خطے پر کوئی اثر انداز تھا نہ اس کے بعد وہاں کے لوگوں پر ان کا کوئی اختیار ہونا تھا۔ نہ حکمران اہل حل و العقد ہیں کیونکہ وہ تو کفر کا نظام نافذ کرتے ہیں یعنی یہ تو نہ ممکن ہے کہ کفار خلافت کا قیام کریں۔ امت کی اکثریت اس وقت مظلوم، مجبور، محکوم حالت میں تھی

اس لیے ان کا صاحب اختیار ہونا بھی ممکن نہیں۔ اور بالفرض اگر آپ کہتے کہ آپ کی پسند کے علماء، عالمی جہادی قیادت، حکمران، امت کا اجماع اہل حل و العقد میں شامل ہے تو آپ انجانے میں ان سب لوگوں کو سخت نقصان کے دھانے پر پہنچا دیتے ہیں کیونکہ اہل حل و العقد پے واجب ہے کہ وہ خلافت کا احیاء کریں تو پھر یہ اہل حل والعقد ہونے کے باوجود خلافت کا احیاء کیونکر نہیں کر رہے تھے؟ اسی وجہ سے کہ ان کا کسی ایک علاقے پر اختیار نہ تھا جہاں سے خلافت کا احیاء ہو سکتا یعنی یہ کسی ایک علاقے پر صاحب اختیار نہ تھے اگر آپ کہیں فلاں جگہ صاحب اختیار تھے اور پھر بھی نہیں کیا تو پھر یہ گنہگار ہیں

عراق و شام کے اہل حل و العقد دراصل دولت الاسلام فی العراق و الشام تھی، کیونکہ وہی لوگ وہاں صاحب اختیار تھے لوگ انہی سے فیصلے کرواتے تھے، اور وہی حدود کو نافذ کرتے تھے اور کوئی ان کے سلطہ کے علاقے میں حدود اللہ کے نفاذ سے انکاری نہیں ہو سکتا تھا۔ اس فیصلے کے بعد وہی عراق و شام کے لوگوں پر اثر انداز ہو سکتے تھے اور وہی اس فیصلے کی ذمہ داری کو وہاں اٹھانے والے تھے اس لیے حقیقتا اہل حل و العقد تو اس خطہ میں دولت الاسلام فی العراق و الشام کی شوری ہی تھی جو اس خطہ میں صاحب اختیار تھی جہاں خلافت کا انعقاد ہونے جا رہا تھا۔ اور انہی کے مشورہ سے خلافت کا انعقاد ہوا۔ اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ انکی شوری اہل حل و العقد تھی تو درحقیقت آپ طنز کریں لیکن شرعا وہ درست کہتے ہیں کہ اس خطہ میں ان کے علاوہ بھی کوئی صاحب اختیار تھا؟ اب یہ تو ویسے ہی باطل بات ہے کہ ہر ہر مسلمان کے مشورہ سے خلافت کا انعقاد ہو جبکہ یہ مشورہ اولا تو ممکن نہیں دوئم شریعت نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی سوئم جن سے آپ مشورہ کا کہ رہے وہ خود مجبور، محکوم اور مغلوب کی حالت میں ہیں کجا کہ خلافت کا انعقاد کریں۔ اب خلافت کے پھیلاؤ کے بعد حرمین، یمن، لیبیا، مصر، الجزائر کے وہ علاقے جو دولت الاسلام کی خلافت میں آ گئے ہیں اور اپنے اپنے خطہ کے والی اور لوگوں پر صاحب اختیار ہیں تو وہ اہل حل و العقد میں سے ہیں وہاں کے علماء اہل حل و العقد میں سے ہیں کہ ان کا لوگوں پر اختیار اور وہ آزاد ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی ان کا اہل حل و العقد ہونا 2006 میں دولت الاسلامی فی العراق کے قیام کے وقت ثابت ہو چکا ہے۔

اسی بات کو ایک اور طرح پرکھ لیں کیا خلافت الاسلامیہ اپنے اعلان کے 5 ماہ بعد پھیل رہی ہے یا سکڑ رہی ہے؟ یقینا یہ ان لوگوں کی مخالفت کے باوجود پھیل رہی ہے جنہیں آپ غلط تشریح کے تحت اہل حل و العقد منوانے پر بضد ہیں۔ یعنی یہ اس بات کی گواہی ہے کہ ان لوگوں کا اس کی حمایت یا مخالفت سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اہل حل و العقد ہر گز نہ تھے۔۔ اور پھر جب خلیفۃ مقرر ہو کے خلافت کی تمام ضروریات پوری کر دے اور اس میں شرائط بھی موجود ہوں تو کوئی عذر باقی نہیں بچتا کیونکہ خلافت کو جس مقصد کے لیے قائم کرنا تھا وہ حاصل ہو چکا اب اس سے بھاگنا ممکن نہیں۔